**ISSN:** 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
**Open Access:** https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
**Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.**

# اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی: اصلاحی منہج اور معاشرتی اثرات

# The Arbaeenat of Dr. Muhammad Sarfraz Muhammadi Saifi: Reformative Methodology and Social Impact

**Kashif Shafeeq***
MS Scholar, Islamic Studies (Tafseer and Quranic Sciences) International Islamic University Islamabad. *Email of corresponding author: mkashifrajpoot@gmail.com.

**Muhammad Imran Iqbal**
MS Scholar, Islamic Studies, Business and Finance, Riphah International University Islamabad. imraniqballashari@gmail.com.

**Received:** 01/10/2026 **Peer-reviewed:** 16/10/2026
**Accepted:** 17/10/2026 **Published online:** 18/10/2026
**Article Link:** https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/article/view/5016

**Abstract:**
This research examines the Arbaeenat of Dr. Muhammad Sarfraz Muhammadi Saifi as a comprehensive, structured framework aimed at the spiritual, moral, religious, and social development of the individual. Rather than confining its reformative methodology to isolated moral exhortations, this study demonstrates how his approach initiates reform through the purification of the inner self (tazkiyah) and systematically extends it to the formation of a sound social personality. The Arbaeenat are analyzed across three interconnected dimensions: diagnosing spiritual diseases of the heart with their practical remedies, anchoring religious identity through fundamental Islamic practices and doctrines—such as love for the Prophet Muhammad ﷺ and the Finality of Prophethood—and cultivating ethical values like parental respect and communal harmony. By synthesizing Qur'anic teachings and Prophetic traditions, Dr. Sarfraz Saifi establishes inner purity as the essential foundation for external conduct and social responsibility. Ultimately, this study explores the contemporary social implications of these works, illustrating how their concise, thematic, and practical presentation provides a vital roadmap for addressing modern ethical, familial, and communal challenges. The research concludes that the Arbaeenat offer a unified vision where individual transformation and collective religious reform are deeply intertwined, making them highly relevant for fostering constructive moral transformation in contemporary society.

**Keywords:** Arbaeenat, Dr. Muhammad Sarfraz Muhammadi Saifi, Reformative Methodology, Spiritual Purification

**تعارفِ موضوع:**

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين۔أما بعد:

اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد صرف چند انفرادی عبادات اور مذہبی احکام کی ادائیگی نہیں بلکہ انسان کی ایسی ہمہ جہت تربیت ہے جس سے اس کے عقائد درست، باطن پاکیزہ، اخلاق سنورے، عبادات درست ہوں اور اس کا کردار خاندان اور معاشرے کے لیے خیر و اصلاح کا ذریعہ بنے۔ قرآنِ مجید نے تزکیۂ نفس کو بعثتِ نبوی ﷺ کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں عقیدہ، عبادت، اخلاق، معاملات اور معاشرتی تعلقات کی اصلاح ایک مربوط نظام کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اسی لیے اسلامی اصلاحی لٹریچر میں ایسی کتب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جو انسان کی باطنی بیماریوں کی تشخیص اور علاج کے ساتھ ساتھ اسے عملی زندگی میں اعلیٰ اخلاق اور صالح کردار اختیار کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ معاصر دینی و اصلاحی ادب میں ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کی تصنیفی کاوشیں اس اعتبار سے قابلِ مطالعہ ہیں کہ انہوں نے مختلف دینی، روحانی، اخلاقی اور معاشرتی موضوعات کو اربعینات کی صورت میں منظم انداز سے پیش کیا ہے۔ ان اربعینات میں موضوعات کا دائرہ صرف ایک شعبۂ دین تک محدود نہیں بلکہ انسان کی اصلاح کے مختلف مراحل کو محیط ہے۔ بعض اربعینات میں امراضِ باطن کی معرفت، ان کی تشخیص، اسباب اور علاج کو موضوع بنایا گیا ہے، جبکہ بعض میں انسان کو اوصافِ حسنہ سے مزین کرنے اور اس کے اخلاق و کردار کو سنوارنے پر توجہ دی گئی ہے۔ اسی طرح معرفتِ نفس و تزکیۂ نفس، فضلِ ذکر اور تقرب الی اللہ جیسے موضوعات کے ذریعے فرد کے روحانی ارتقا اور تعلق باللہ کو مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ دوسری جانب ان اربعینات میں محبتِ رسول اکرم ﷺ، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، نماز، روزہ، زکوٰۃ، جماعت اور عقیدۂ ختمِ نبوت جیسے بنیادی دینی موضوعات بھی شامل ہیں۔ یہ موضوعات بظاہر الگ الگ شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اصلاحی اعتبار سے ان کے درمیان ایک واضح ربط موجود ہے۔ عقیدہ انسان کے فکری و ایمانی تشخص کی بنیاد فراہم کرتا ہے، عبادات انسان کے عمل اور تعلق باللہ کو مضبوط کرتی ہیں، تزکیہ و ذکر باطن کی اصلاح کرتے ہیں، جبکہ حسنِ اخلاق، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور جماعتی وابستگی فرد کی اصلاح کو معاشرتی زندگی میں منتقل کرتے ہیں۔ اس طرح اربعینات کا مجموعی مطالعہ فرد کی اصلاحِ باطن سے اصلاحِ ظاہر اور اصلاحِ فرد سے اصلاحِ معاشرہ تک ایک مربوط اصلاحی منہج کی نشان دہی کرتا ہے۔ موجودہ دور میں فرد کو روحانی کمزوری، اخلاقی انحطاط، خاندانی تعلقات میں کمزوری، مادیت، معاشرتی بے اعتدالی اور دینی اقدار سے دوری جیسے متعدد مسائل کا سامنا ہے۔ ایسے حالات میں اصلاحی لٹریچر کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، بالخصوص وہ تصانیف جو قرآن و سنت کی بنیاد پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کے لیے قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتی ہوں۔ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کی اربعینات اسی زاویے سے ایک اہم مطالعاتی موضوع بن سکتی ہیں کہ ان میں پیش کردہ اصلاحی تعلیمات فرد کی داخلی کیفیت، اخلاقی کردار، عباداتی زندگی، خاندانی تعلقات اور اجتماعی وابستگی کو کس طرح متاثر کرتی ہیں اور ان کے ذریعے معاشرتی اصلاح کا کون سا تصور سامنے آتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں ان اربعینات کو محض الگ الگ موضوعات کی فہرست کے طور پر نہیں بلکہ ایک مربوط اصلاحی فکر اور منہج کے طور پر دیکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے ان کے بنیادی موضوعات، اصلاحی اسالیب، فرد سازی کے اصول اور معاشرتی زندگی سے متعلق تعلیمات کا تجزیہ کیا جائے گا، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ مصنف کی اربعینات میں اصلاحِ معاشرہ کا تصور کن بنیادوں پر قائم ہے اور ان اصلاحی تعلیمات کی عصری معنویت اور افادیت کیا ہے۔

**1۔ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کا تعارف**

ڈاکٹر کرنل (ر) محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب سلسلہ سیفیہ کی معروف علمی، روحانی، اصلاحی اور تعلیمی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی ولادت 12 اپریل 1958ء کو 99 آر بی، جڑانوالہ، ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے مختلف شہروں میں تعلیمی مراحل طے کیے اور ایف ایس سی کے بعد قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد ازاں میڈیکل کالج بہاولپور سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی اور پاکستان آرمی میں بطور کیپٹن ڈاکٹر عملی خدمات کا آغاز کیا، جہاں ترقی کرتے ہوئے کرنل کے عہدے تک پہنچے۔ طبی میدان میں مزید تخصص کے لیے برطانیہ کی یونیورسٹی آف ایڈنبرا سے FRCS (Fellowship of the Royal College of Surgeons) کی سند حاصل کی۔ روحانی و اصلاحی میدان میں آپ کی نسبت سلسلۂ سیفیہ سے ہے اور آپ نے غوث جہاں حضرت میاں محمد حنفی سیفی (مد ظله العالی) سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ یوں آپ کی شخصیت میں طب، تعلیم، روحانیت، تصنیف اور اصلاح و ارشاد کے مختلف پہلو یکجا نظر آتے ہیں۔ آپ کی علمی و روحانی سرگرمیوں کا مرکزی مرکز خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، E-16، اسلام آباد ہے، جہاں دینی تعلیم، تربیت، اصلاح و ارشاد اور خدمتِ دین کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم کو دینی تعلیم اور روحانی تربیت کا ایک اہم مرکز بنایا، جہاں باقاعدہ دینی نصاب کے تحت طلبہ کو علومِ اسلامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس جامعہ سے سینکڑوں طلبہ دینی تعلیم مکمل کر کے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور ملک کے مختلف علاقوں کے علاوہ بیرونِ ملک بھی تدریس، دعوت، امامت، اصلاح اور دیگر دینی شعبوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کے ساتھ قائم خانقاہ بھی اصلاح و تربیت کا ایک اہم مرکز ہے، جہاں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد دینی رہنمائی، روحانی تربیت، ذکر و اذکار اور اصلاحی مجالس سے استفادہ کرتے ہیں۔

اس طرح یہ ادارہ صرف رسمی دینی تعلیم تک محدود نہیں بلکہ فرد کی علمی، عملی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ معاشرے میں دینی شعور اور اصلاحی اقدار کے فروغ کا ذریعہ بھی بن رہا ہے۔ اسی سلسلے میں آپ نے محمدیہ ایجوکیشن اکیڈمی کی بنیاد رکھی، جس کے ذریعے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد اور بیرونِ ملک مقیم مسلمانوں کے لیے علومِ دینیہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جدید ذرائعِ تعلیم کو بروئے کار لاتے ہوئے ان افراد کو دینی مسائل، اسلامی عقائد، عبادات، اخلاق اور دیگر ضروری علوم سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں، جس سے آپ کی اصلاحی و تعلیمی سرگرمیوں کا دائرہ مقامی سطح سے بڑھ کر بین الاقوامی سطح تک وسیع ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب کی علمی و اصلاحی خدمات کا ایک نمایاں پہلو آپ کی تصنیفی کاوشیں، بالخصوص سلسلۂ اربعینات ہیں۔ آپ نے مختلف دینی، اعتقادی، روحانی، اخلاقی، عبادی اور معاشرتی موضوعات پر اربعینات مرتب کی ہیں، جن میں توبہ و استغفار، نماز، روزہ، اعتکاف، نماز با جماعت، ختمِ نبوت، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، معرفتِ نفس و تزکیۂ نفس، ذکرِ الٰہی و تقرب الی اللہ، آفاتِ زبان، لباس و حجاب، معاصی سے اجتناب، اعمالِ سیئہ اور ان کے علاج جیسے موضوعات شامل ہیں۔ ان اربعینات کا مجموعی مطالعہ اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ان میں اصلاح کا آغاز انسان کے باطن اور قلب سے ہوتا ہے اور پھر اس کے عقیدہ، عبادت، اخلاق، معاملات اور معاشرتی کردار تک پھیلتا ہے۔ امراضِ باطن کی تشخیص اور علاج سے لے کر اوصافِ حسنہ اختیار کرنے، اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے، محبتِ رسول ﷺ پیدا کرنے، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، عبادات کی پابندی اور

اجتماعی دینی وابستگی تک مختلف پہلوؤں کو موضوع بنانا اس اصلاحی فکر کے جامع ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان اربعینات کو محض انفرادی روحانی تربیت کی کتب کے طور پر نہیں بلکہ فرد کی اصلاح، کردار سازی اور معاشرتی تعمیر کے باہم مربوط تصور کے تناظر میں بھی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق اسی پہلو سے ان اربعینات کے اصلاحی منہج اور معاشرتی اثرات کا جائزہ لینے کی کوشش ہے۔

**2۔ سلسلۂ اربعینات کا تعارف**

اسلامی شریعت کی اساس قرآنِ مجید اور سنتِ رسول ﷺ پر قائم ہے۔ قرآنِ کریم جہاں انسان کو ہدایت کے بنیادی اصول عطا کرتا ہے، وہیں رسول اللہ ﷺ کو ان احکام کی توضیح، تشریح اور عملی تطبیق کا منصب بھی عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔[1]

اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس چیز کو واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے، تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نبوی سنت قرآنِ کریم کی تعلیمات کی تشریح اور عملی توضیح کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔[2]

اور رسول تمہیں جو کچھ عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث اسی نبوی تعلیم کا محفوظ ذخیرہ ہیں۔ چنانچہ حدیث کا علم محض تاریخی روایات کا مجموعہ نہیں بلکہ قرآن کے معانی، اسلامی احکام، عبادات، اخلاق، معاملات اور سیرتِ نبوی ﷺ کو سمجھنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اسی بنا پر صحابۂ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کو محفوظ کیا، تابعین نے اسے آگے منتقل کیا اور بعد کے محدثین نے اس کے لیے اصولِ روایت، جرح و تعدیل، اسماء الرجال، تخریج اور نقدِ حدیث جیسے مستقل علوم وضع کیے۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیث کو محفوظ کرنے اور آگے پہنچانے کی فضیلت بھی بیان فرمائی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت اور دیگر صحابہ سے مروی روایات میں آپ ﷺ نے فرمایا:

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔[3]

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اسے محفوظ کیا اور پھر اسے اسی طرح آگے پہنچایا جیسے اسے سنا تھا۔

1۔ سورۃ النحل 16:44۔

2۔ سورۃ الحشر 59:7۔

3۔ محمد بن عیسی أبو عیسی الترمذي، الجامع الکبیر (سنن الترمذي)، تحقیق بشار عواد معروف، ط2 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2004)، جلد 4، صفحہ 395، حدیث رقم 2658۔

یہ حدیث حدیثی خدمت کے بنیادی مراحل یعنی سماع، حفظ، فہم اور ابلاغ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ حدیثِ رسول ﷺ کو محفوظ کرنا اور اسے امت تک پہنچانا ایک مستقل علمی خدمت ہے۔ ہر دور کے اہلِ علم نے اپنے زمانے کی علمی اور تربیتی ضرورت کے مطابق حدیثی ذخیرے کو مختلف اسالیب سے مرتب کیا۔ کبھی احادیث کو راویوں اور اسانید کے اعتبار سے جمع کیا گیا، کبھی موضوعات کے اعتبار سے، کبھی احکام کے اعتبار سے اور کبھی ایسے مختصر مجموعوں کی صورت میں جنہیں طلبہ اور عام مسلمانوں کے لیے یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہو۔ اربعینات اسی علمی و تعلیمی روایت کی ایک اہم صورت ہیں۔

عربی میں "أربعین" چالیس کے عدد کو کہتے ہیں۔ علمی اصطلاح میں اربعین سے عموماً ایسی تصنیف مراد ہوتی ہے جس میں چالیس احادیث یا کسی مخصوص دینی موضوع سے متعلق منتخب نصوص کو ایک جامع مجموعے کی صورت میں پیش کیا جائے۔ تاہم اسلامی علمی روایت میں اربعین کا مفہوم صرف عددی تحدید تک محدود نہیں رہا، بلکہ اہلِ علم نے اسے مختلف دینی علوم کے اہم مسائل اور بنیادی اصولوں کو مختصر، منظم اور قابلِ تعلیم انداز میں پیش کرنے کے لیے استعمال کیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهًا عَالِمًا۔[4]

جس شخص نے میری امت کے لیے دین کے معاملے میں چالیس احادیث محفوظ کیں، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فقیہ اور عالم بنا کر اٹھائے گا۔

امام نووی نے اپنی معروف کتاب الأربعون في مباني الإسلام وقواعد الأحكام کی مقدمہ میں اربعینات کی سابقہ روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض علماء نے اصولِ دین میں، بعض نے فروع میں، بعض نے جہاد میں، بعض نے زہد میں، بعض نے آداب میں اور بعض نے خطبات کے موضوع پر اربعینات مرتب کیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اربعین کی تصنیفی روایت کسی ایک مخصوص موضوع تک محدود نہیں تھی بلکہ اسلوبِ اربعین کو مختلف دینی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔[5]

اس طرزِ تصنیف کی ایک بڑی خصوصیت اختصار کے ساتھ جامعیت ہے۔ ایک وسیع دینی موضوع سے متعلق بنیادی نصوص کو منتخب کر کے ایک مختصر مجموعے میں پیش کیا جاتا ہے، جس سے قاری کے سامنے اس موضوع کا مربوط تصور پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اربعینات حفظ، تدریس، وعظ، تذکیر اور عملی تربیت کے لیے بھی موزوں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک مخصوص موضوع پر مرتب کی گئی اربعین محض احادیث کا مجموعہ نہیں رہتی بلکہ اس موضوع کے اہم دینی اصولوں کا ایک مختصر نصابی خاکہ بن جاتی ہے۔

اس سلسلے میں امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) کی اربعین کو خصوصی شہرت حاصل ہوئی۔ انہوں نے ایسی احادیث منتخب کیں جنہیں دین کے جامع اصول قرار دیا جاسکتا ہے اور واضح کیا کہ وہ ایسی چالیس احادیث جمع کرنا چاہتے ہیں جو دین کے مختلف اہم ابواب کو محیط ہوں۔ ان کا مقصد محض احادیث کی تعداد پوری کرنا نہیں تھا بلکہ ایسے نبوی ارشادات کو جمع کرنا تھا جن میں دین کے بنیادی قواعد اور

4 ۔ أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي، شعب الإيمان، تحقيق عبد العلي عبد الحميد حامد، ط1 (الرياض: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي، 2003)، جلد3، صفحہ 268–270، حدیث رقم 1637 (باب في نشر العلم)۔

5 ۔ يحيى بن شرف أبو زكريا النووي، الأربعون في مباني الإسلام وقواعد الأحكام (الأربعون النووية)، تحقيق مشهور بن حسن آل سلمان، ط1 (المدينة المنورة: دار ابن رجب، 2002)، 43–45 (المقدمة)۔

عملی رہنمائی موجود ہو۔ امام نووی نے اسانید حذف کرکے احادیث کو اس لیے پیش کیا کہ انہیں حفظ کرنا آسان ہو اور ان سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ "الأربعون النووية "صدیوں سے حدیث، فقہ، اخلاق اور اسلامی تربیت کے ابتدائی اور بنیادی نصاب کا حصہ چلی آرہی ہے۔ بعد میں ابن رجب حنبلی نے ان احادیث کی شرح کرکے انہیں مزید علمی وسعت دی اور جامع العلوم والحکم میں نبوی جوامع الکلم کے اندر موجود عقائد، احکام، اخلاق اور تربیتی مضامین کو تفصیل سے واضح کیا۔

اربعینات کی علمی اہمیت کا پہلا پہلو انتخاب اور ترتیب ہے۔ حدیث کا وسیع ذخیرہ مختلف موضوعات پر مشتمل ہے اور ایک عام قاری کے لیے اس پورے ذخیرے سے کسی خاص مسئلے کے متعلق مطلوبہ رہنمائی حاصل کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ اربعین کا اسلوب کسی مخصوص موضوع سے متعلق اہم نصوص کو ایک جگہ جمع کرکے قاری کے لیے اس موضوع کا بنیادی نقشہ فراہم کرتا ہے۔ دوسرا پہلو حفظ اور تعلیم ہے۔ محدود تعداد میں منتخب احادیث طلبہ اور عام مسلمانوں کے لیے حفظ کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ امام نووی نے بھی اپنی اربعین کی مقدمہ میں اسانید کو حذف کرنے کی ایک وجہ یہی بیان کی کہ احادیث کا حفظ آسان ہو اور ان سے فائدہ عام ہو۔ تیسرا پہلو اصلاح و تربیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں ایمان، عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرتی تعلقات کے حوالے سے جامع رہنمائی موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اربعینات کا منہج صرف معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ فکر کی اصلاح، نیت کی اصلاح، عمل کی اصلاح، اخلاق کی اصلاح اور معاشرتی رویوں کی اصلاح تک پھیل سکتا ہے۔ یہی خصوصیت اسے اصلاحی ادب کا ایک مؤثر ذریعہ بناتی ہے۔

### 3۔ اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کا تعارف

اسی علمی، حدیثی اور اصلاحی روایت کے تناظر میں ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کی اربعینات کا مطالعہ عصر حاضر میں نہایت ضروری ہے۔ ان کی اربعینات کو صرف چالیس احادیث کے مجموعوں کے طور پر دیکھنا ان کے وسیع تر اصلاحی مقصد کو محدود کر دے گا؛ بلکہ ان کا مجموعی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مختلف اربعینات کے ذریعے انسان کی دینی زندگی کے متعدد پہلوؤں کو الگ الگ موضوعات کے تحت منظم کیا گیا ہے۔ اس ترتیب میں عقیدہ، عبادت، تزکیہ، اخلاق، روحانیت اور معاشرت ایک دوسرے سے مربوط نظر آتے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

i. الأربعين في وجوب حب النبي ﷺ واتباعه

یہ اربعین معاشرے کے تمام طبقات کو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے محبت اور آپ کی سنت کی پیروی کے مرکز پر متحد کرتی ہے۔ جب سماج میں اطاعتِ رسول اور عشقِ رسول کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، تو افراد کے اخلاق اور کردار میں خود بخود نکھار آتا ہے، آپسی اختلافات ختم ہوتے ہیں، اور ایک ایسا نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے جہاں ہر شخص اپنے ذاتی نظریات پر سنتِ نبوی کو ترجیح دیتا ہے، جس سے معاشرتی یکجہتی مضبوط ہوتی ہے۔

ii. الأربعين في صفة صلوة النبي ﷺ

یہ مسلمانوں کی بنیادی عبادت (نماز) کو ہر قسم کے فروعی اختلافات اور بدعات سے پاک کر کے عین اس نبوی نمونے کے مطابق ڈھالتی ہے جس کا حکم "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"[6] میں دیا گیا۔

iii. الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها

اس اربعین کا مقصد انسان کو اس کے اپنے وجود، باطنی محرکات اور نفس سے باخبر کرنا ہے۔ معاشرتی تناظر میں تزکیۂ نفس کی یہ اہمیت ہے کہ یہ انسان کے اندر سے خود غرضی، تکبر، اور عناد کو ختم کر کے اسے اخلاقی طور پر ایک متوازن فرد بناتا ہے۔ جب افراد کا باطن پاک ہوتا ہے، تو معاشرہ حسد، کھنچاؤ اور نفرتوں سے پاک ہو کر ایثار، ہمدردی اور اخوت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

iv. الأربعين في فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى

یہ اربعین معاشرے کو مادیت پرستی اور غفلت کے اندھیروں سے نکال کر روحانیت اور تعلق باللہ سے جوڑتی ہے۔ معاشرتی سطح پر اس کا فائدہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مستقل ذکر اور یادِ الٰہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور انسان اپنی تخلیق کے مقصد کی تکمیل کی راہ پہ گامزن ہوتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں پھیلا ہوا نفسیاتی اضطراب اور ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے اور ایک ایسا پر امن ماحول جنم لیتا ہے۔

v. الأربعين في التوبة والاستغفار

یہ گناہوں اور نافرمانیوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے افراد کے اندر مایوسی کا خاتمہ کر کے رجوع الی اللہ کی تڑپ پیدا کرتی ہے۔ جب ایک معاشرے میں توبہ اور استغفار کا طریقہ عام ہوتا ہے، تو سماج سے جرم، سرکشی اور اخلاقی بے راہ روی کا گراف تیزی سے نیچے گرتا ہے، کیونکہ ہر فرد اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اپنی انفرادی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، جس سے معاشرے میں باہمی امن اور اِنعامِ الٰہی کی فضا قائم ہوتی ہے۔

vi. الأربعين في ختم النبوة بمحمد ﷺ

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بقا اور امت کے وجود کی اساس ہے۔ اس اربعین کا فائدہ یہ ہے کہ یہ مسلم معاشرے کو فکری ارتداد، جھوٹے مدعیانِ نبوت کے فتنوں اور گمراہ کن نظریات سے محفوظ رکھ کر نظریاتی طور پر مستحکم کرتی ہے۔ یہ مجموعہ اربعین جس میں واضح کیا گیا کہ اسلام کی ہر ہر چیز ختم نبوت پر دلیل ہے یہ مسلمانوں کو ایک ایسے فکری قلعے میں پناہ دیتا ہے جو ان کے عقیدے کی حفاظت کرتا ہے اور معاشرے کو انتشار سے بچاتا ہے۔

vii. الأربعين في أسلوب الأدب للوالدين

یہ اربعین خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ نئی نسل کو والدین کی خدمت، تعظیم اور اطاعت کا شعور دیتی ہے، جس سے خاندانی افتراق اور بزرگوں کی بے حرمتی جیسے جدید معاشرتی ناسوروں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ایک ایسا سماج جہاں والدین کو عزت ملتی ہے، وہاں خاندانی امن اور بچوں کی بہترین اخلاقی تربیت خود بخود پروان چڑھتی ہے۔

---

[6] - محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري، ط5 (بيروت: دار الكتب العلمية، 2007)، جلد 1، صفحہ 162، حدیث رقم 631 (كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر إذا كانوا جماعة والإقامة)۔

viii. الأربعين في أحكام الصلوة

نماز کے فقہی احکام اور شرائط پر مبنی یہ اربعین عوام الناس کو عبادات کے صحیح طور طریقے سکھاتی ہے۔ اس کا معاشرتی فائدہ یہ ہے کہ یہ لوگوں کے اندر کسی بھی ضابطے کی پابندی کا احساس پیدا کرتی ہے؛ صفائی ستھرائی (طہارت)، وقت کی پابندی اور ارکانِ صلاۃ کی بجا آوری سے افراد میں نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے، جو بالآخر ایک منظم اور قانون پسند معاشرے کی تشکیل کا سبب بنتا ہے۔

ix. الأربعين في الصوم

x. الاربعين فى الاعتكاف

یہ دونوں اربعینات نہ صرف روزہ اور اعتکاف کے مسائل میں راہنمائی کرتی ہیں بلکہ یہ صبر، شکر، اور ضبطِ نفس کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان میں سکھایا گیا کہ روزہ اور اعتکاف انسان کو اپنی مادی خواہشات پر قابو پانا سکھاتے ہیں اور بھوک پیاس کی شدت کے ذریعے غریبوں اور مساکین کی تکالیف کا احساس دلاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معاشرے میں مواخات، ہمدردی، صدقات و خیرات اور غریب پروری کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔

xi. الأربعين في أحكام الصلوة بالجماعة

باجماعت نماز کے احکام پر مشتمل اس اربعین کا فائدہ یہ ہے کہ یہ روزانہ پانچ مرتبہ مسلمانوں کو ایک لڑی میں پروتی ہے۔ جماعت سے نماز ادا کرنے سے معاشرے میں مساوات، باہمی تعارف، اور ہمدلی کا ماحول پیدا ہوتا ہے، جہاں امیر و غریب اور حاکم و محکوم ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ عمل معاشرتی دوریوں کو مٹا کر اخوت کا عملی مظاہرہ پیش کرتا ہے۔

xii. الأربعين في الوجد والحال

یہ اربعین رقتِ قلب اور محبتِ الٰہی کے غلبے کی احادیث پر مشتمل ہے۔ اس میں نہ صرف وجد و حال کے منکرین کا محاسبہ کیا گیا بلکہ اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ دلوں کے قساوت (سختی) کو ختم کر کے ان میں نرمی، رحمدلی اور خشیت پیدا کرتی ہے۔ جب معاشرے کے افراد کے دل نرم ہوتے ہیں، تو ان کے اندر سے ظلم، درندگی اور سنگدلی کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کرنے والے بنتے ہیں۔

xiii. الأربعين في أحكام اللباس

لباس اور حجاب کے احکام پر مبنی یہ اربعین معاشرے میں حیا، پاکدامنی اور عفت کے کلچر کو فروغ دیتی ہے۔ معاشرتی سطح پر اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ مردوں اور عورتوں کے دائرۂ کار اور حدود کا تعین کر کے معاشرے کو جنسی بے راہ روی، نمائش اور اخلاقی بگاڑ سے بچاتی ہے، جس سے ایک پاکیزہ، باحیا اور پرامن خاندانی نظام قائم ہوتا ہے۔

xiv. الأربعين في الاحتياج إلى المرشد الكامل لحصول الإخلاص في الطاعة

یہ اربعین اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اخلاصِ نیت اور باطنی کمال کے لیے کسی مصلح یا مرشدِ کامل کی رہنمائی کیوں ضروری ہے۔ معاشرتی طور پر اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ افراد کو خود پسندی اور علمی تکبر سے بچا کر ائمہ اور کبار مصلحین کے ساتھ جوڑتی ہے، جس سے معاشرے میں فکری کج روی کا خاتمہ ہوتا ہے اور رہنمائی کا ایک مستند نظام قائم رہتا ہے۔

xv. الأربعينات في الأمراض الباطنية

یہ ایک سلسلہ جس کے ذیل میں چھ اربعینات شامل ہیں۔(الأربعين في آفات اللسان و علاجها )،(الأربعين في أمراض الطبيعة وعلاجها)،(الأربعين في الأمراض الباطنة وإصلاحها)،(الأربعين في الأعمال السيئة وعلاجها: الجزء الاول)،(الأربعين في الأعمال السيئة وعلاجها: الجزء الثانى)،( الأربعين في أمراض الفكر وإصلاحها)۔

یہ اربعینات انسان کی طبیعت، سوچ، افعال اور مزاج میں پائے جانے والے امراض کا علاج پیش کرتی ہے۔ ان امراض کا علاج ہونے سے آپسی تعلقات میں شفافیت آتی ہے، دل صاف ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں کا جڑ سے خاتمہ ہو جاتا ہے۔اسی طرح یہ یہ معاشرے کو اخلاقی انحراف سے بچا کر ایک عادلانہ، شفاف اور صالح نظام معیشت و معاشرت کی طرف گامزن کرتی ہے جہاں کمزور کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔

xvi. الأربعينات في الأوصاف الحميدة

یہ ایک سلسلہ جس کے ذیل میں تین اربعینات شامل ہیں۔(الأربعين في الأوصاف الحميدة للطبيعة والتحلي بها)، (الأربعين في الأوصاف الحميدة للأفعال والتحلي بها)،(الأربعين في الأوصاف الحميدة للفكر والتحلي بها)۔

انسانی طبیعت کے اچھے اوصاف کی ترغیب دینے والی اس اربعین کا فائدہ یہ ہے کہ یہ معاشرے میں خیر خواہی کے جذبے کو ابھارتی ہے۔ جب لوگ ان اوصاف سے متصف ہوتے ہیں، تو معاشرے سے انتقام اور نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے اور باہمی پیار و محبت پروان چڑھتی ہے۔اسی طرح یہ یہ لوگوں کے اندر سے منفی رویوں اور دوسروں کے بارے میں بدگمانیوں کو ختم کر کے معاشرے میں مثبت تعامل کے رجحان کو فروغ دیتی ہے۔

اسی پہلو سے ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کی اربعینات زیر نظر تحقیق کے لیے خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔ان کا مطالعہ اس امر کا جائزہ لینے کا موقع فراہم کرتا ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو موضوعاتی اربعینات کی صورت میں کس انداز سے پیش کیا گیا، اصلاحی مسائل کی تشخیص اور علاج کے لیے کون سے اصول اختیار کیے گئے، اور فرد کی اصلاح کو معاشرتی زندگی کی بہتری سے کس طرح مربوط کیا گیا۔

### 4۔اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کا اصلاحی منہج

اسلامی تصورِ اصلاح کی بنیاد اس حقیقت پر قائم ہے کہ انسان کو اس کے خالق نے بے مقصد پیدا نہیں فرمایا، بلکہ اسے ہدایت کا راستہ دکھانے کے لیے وحی اور رسالت کا انتظام فرمایا۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اقوام اور امتوں کی طرف انبیاء ورسل بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو توحید، عبادت، تقویٰ اور صحیح طرز زندگی کی طرف بلائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ۔[7]

اور بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اسی طرح فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۔[8]

[7] - سورۃ النحل16:36۔

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم ہی کی زبان میں، تاکہ وہ ان کے لیے (احکام) واضح کردے۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ رسالت کا ایک بنیادی مقصد بیان، تعلیم، تزکیہ اور اصلاح ہے۔ انبیاء علیہم السلام انسان کو صرف نظریاتی معلومات فراہم نہیں کرتے تھے بلکہ اسے عقیدہ، عبادت، اخلاق اور عملی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف منتقل کرتے تھے۔ یہی نبوی اصلاحی منہج بعد میں امت کے اہلِ علم، اہلِ دعوت اور صالحین کے ذریعے مختلف صورتوں میں جاری رہا۔

**(الف) ہدایتِ الٰہی اور بعثتِ انبیاء کرام علیہم السلام**

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب کی اربعینات کے اصلاحی منہج کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے اس بنیادی تصور کو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ انسان کی حقیقی اصلاح کا منبع وحیِ الٰہی اور تعلیماتِ انبیاء ہیں۔ ان کی اربعینات کے موضوعات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کا آغاز کسی مجرد سماجی نظریے سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، رسول اللہ ﷺ کی اتباع، تزکیۂ نفس اور دینی احکام کی پابندی سے ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کے ہاں توبہ و استغفار، نماز، روزہ، اعتکاف، ذکر، معرفتِ نفس، امراضِ باطن، گناہوں سے اجتناب اور محبتِ رسول ﷺ جیسے موضوعات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے رسولوں کی بعثت کے مقصد کو اللہ کی عبادت اور باطل سے اجتناب کے ساتھ جوڑا ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۔[9]

اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

یہ آیت اصلاح کے دو بنیادی پہلو سامنے لاتی ہے: ایک طرف مثبت تعمیر یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت، اور دوسری طرف منفی تطہیر یعنی طاغوت اور باطل سے اجتناب۔ یہی دو پہلو ان اربعینات میں بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ ایک طرف نماز، روزہ، ذکر، اعتکاف، توبہ، استغفار اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب ہے، جبکہ دوسری طرف امراضِ باطن، آفاتِ زبان، معاصی، اعمالِ سیئہ اور دیگر اخلاقی خرابیوں سے اجتناب اور علاج پر زور ہے۔

قرآن نے بعثتِ رسول ﷺ کے ایک اہم مقصد کو تزکیہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔[10]

وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتے ہیں، انہیں پاکیزہ کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

یہاں تلاوت، تزکیہ اور تعلیم تینوں ایک جامع اصلاحی منہج کے اجزاء ہیں۔ اس اعتبار سے اربعینات تعلیمِ دین، تزکیۂ نفس اور عملی تربیت کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ خصوصاً (الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها)، (الأربعين في التوبة والاستغفار)، (الأربعين في آفات اللسان وعلاجها)، (الأربعين في المعاصي واجتنابها) اور (الأربعين في الأعمال السيئة وعلاجها) جیسے موضوعات اس اصلاحی تصور کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں۔

---

[8] - سورۃ ابراھیم 14:4۔

[9] - سورۃ النحل 16:36۔

[10] - سورۃ الجمعۃ 62:2۔

**(ب) ختمِ نبوت اور نبوی منہجِ اصلاح کی تکمیل**

اسلامی اصلاحی منہج کا دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے ذریعے سلسلۂ نبوت کو مکمل فرمایا۔ قرآن مجید کا صریح اعلان ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔[11]

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی ختمِ نبوت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔[12]

بنی اسرائیل کی سیاست و قیادت انبیاء کیا کرتے تھے؛ جب بھی کوئی نبی وفات پاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا۔ اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: جس کی پہلے بیعت ہو اسے مقدم رکھو، ان کا حق ادا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اس رعیت کے بارے میں سوال کرے گا جو ان کے سپرد کی گئی ہے۔

اس حدیث میں ایک طرف سابقہ امتوں میں انبیاء کے ذریعے دینی قیادت و اصلاح کے تسلسل کا ذکر ہے اور دوسری طرف «وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي» کے ذریعے ختمِ نبوت کا قطعی اعلان موجود ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کے بعد اصلاح کا کوئی نیا نبوی سلسلہ قائم نہیں ہو سکتا؛ اب اصلاح کا معیار خود رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور سنت ہے۔

یہی نکتہ اربعینات میں ختمِ نبوت کے موضوع کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ (الأربعين في ختم النبوة بمحمد ﷺ) محض عقیدۂ ختمِ نبوت کے اثبات تک محدود نہیں بلکہ اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ امت کی دینی رہنمائی کے لیے آخری اور کامل نمونہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ کی سنت ہے۔ اس کے بعد ہر اصلاحی کوشش کی صحت اسی وقت معتبر ہو گی جب وہ قرآن و سنت کے تابع ہو۔ اسی لیے اصلاحی منہج میں ختمِ نبوت اور اتباعِ نبوی ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ ختمِ نبوت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ امت نئی نبوت یا نئی وحی کی تلاش کے بجائے خاتم النبیین ﷺ کے لائے ہوئے دین کو سیکھے، سمجھے، اس پر عمل کرے اور آگے پہنچائے۔

**(ج) اتباعِ سنت اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین**

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اصلاحی عمل کے لیے بنیادی رہنمائی آپ ﷺ کی سنت اور صحابۂ کرام کے منہج سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[11] - سورۃ الأحزاب 33:40۔

[12] - صحیح البخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، حدیث 3454۔

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔[13]

تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو، اور نئے ایجاد کردہ امور سے بچو، کیونکہ ہر نیا ایجاد کردہ امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں اصلاحی منہج کی ایک اہم خصوصیت اتباع ہے۔ یعنی اصلاح کرنے والا پہلے خود اس نبوی طریقے سے وابستہ ہو، پھر دوسروں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اصلاح کا معیار کسی شخص کی ذاتی پسند، معاشرتی رجحان یا محض جذباتی دعوت نہیں بلکہ قرآن و سنت ہے۔ یہی اصول اربعیناتِ کے موضوعاتی انتخاب میں نمایاں ہے۔ نماز کے احکام، صفتِ نمازِ نبوی ﷺ، روزہ، اعتکاف، ذکر، توبہ و استغفار، لباس و حجاب اور دیگر موضوعات میں اصلاح کو شرعی عمل کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ یوں ان کا منہج صرف "نیکی کرو" کی عمومی دعوت نہیں دیتا بلکہ نیکی کے لیے نبوی طریقہ اور شرعی نمونہ بھی سامنے رکھتا ہے۔ اس زاویے سے دیکھا جائے تو اربعینات کا اصلاحی منہج تین مراحل پر قائم دکھائی دیتا ہے: صحیح عقیدہ و تصور، صحیح علم و تعلیم، اور صحیح عمل و اتباع۔ یہی ترتیب اصلاح کو محض جذباتی خطاب بننے سے محفوظ کرتی ہے۔

**(د) صحبتِ صالحین: اصلاحِ باطن کا تربیتی ذریعہ**

اربعینات کے اصلاحی منہج کا ایک نمایاں پہلو صحبت اور رفاقت کی اہمیت ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسان کی شخصیت پر ماحول اور صحبت کے اثرات کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید نے اہلِ ایمان کو صالحین کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۔[14]

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جمائے رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۔[15]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اور نیک لوگوں کی رفاقت کے انجام کو یوں بیان کیا:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔[16]

---

[13] - جامع الترمذي: 2676۔

[14] - سورۃ الکهف 18:28۔

[15] - سورۃ التوبۃ 9:119۔

[16] - سورۃ النساء 4:69۔

اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے صحبت کے اثر کو ایک نہایت بلیغ مثال کے ذریعے واضح فرمایا:

مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً ۔[17]

نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی طرح ہے؛ مشک والا یا تو تمہیں کچھ دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے، یا کم از کم اس سے خوشبو پاؤ گے، جبکہ بھٹی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں بد بو محسوس ہو گی۔

اس حدیث میں صحبت کو براہِ راست انسانی شخصیت پر اثر انداز ہونے والے عامل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ صالح انسان کی صحبت انسان کے اندر خیر، رغبتِ عبادت، حسنِ اخلاق اور نیکی کی طرف میلان پیدا کر سکتی ہے، جبکہ بری صحبت انسان کے اخلاق و اعمال کو متاثر کر سکتی ہے۔

صحبتِ صالحین کا مفہوم کسی شخصیت پر غیر مشروط انحصار نہیں بلکہ ایسے اہلِ ایمان، اہلِ علم اور صالح افراد کے ساتھ تعلق اور رفاقت ہے جو انسان کو اللہ، رسول ﷺ اور شریعت کی طرف متوجہ کریں۔ اسی لیے اربعینات میں (الأربعين في احتياج المرشد الكامل لحصول الإخلاص في الطاعة) جیسے عنوان کو بھی اسی تربیتی تناظر میں ڈھالا گیا ہے۔ اس کا مرکزی اصلاحی پہلو یہ ہے کہ انسان اپنی اصلاح کے لیے محض معلومات حاصل کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ اپنی عملی کمزوریوں کی نشاندہی، محاسبۂ نفس اور تربیت کے لیے صالح ماحول اختیار کرے۔

**(ہ) تزکیۂ نفس، امراضِ باطن کا علاج اور اخلاقی تعمیر**

اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کے اصلاحی منہج کا سب سے اہم داخلی پہلو تزکیۂ نفس ہے۔ قرآن مجید نے فلاح اور تزکیہ کے درمیان براہِ راست تعلق قائم کیا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔[18]

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے نفس کو پاک کر لیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے آلودہ کر دیا۔

اسی لیے اصلاحی عمل صرف ظاہری اعمال کی درستی کا نام نہیں بلکہ دل، نیت، ارادہ اور اخلاق کی اصلاح بھی اس کا لازمی حصہ ہے۔ اربعینات کی فہرست میں (معرفة النفس وتزكيتها، أمراض الباطنة وعلاجها، آفات اللسان وعلاجها، المعاصي واجتنابها، الأعمال السيئة وعلاجها، التوبة والاستغفار) جیسے موضوعات اسی باطنی اصلاح کے مختلف درجات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

[17] - صحیح البخاري، حدیث 5534۔

[18] - سورۃ الشمس 91:9-10۔

اس منہج کی خصوصیت یہ ہے کہ بیماری کی نشاندہی کے ساتھ علاج کی طرف بھی رہنمائی کی جاتی ہے۔ مثلاً اگر زبان کی آفات زیرِ بحث آتی ہیں تو مقصد صرف غیبت، جھوٹ، چغلی اور بد کلامی کی قباحت بیان کرنا نہیں بلکہ زبان کی حفاظت کا عملی شعور پیدا کرنا ہے۔ اسی طرح اگر امراضِ باطن کا ذکر ہے تو مقصد محض اخلاقی برائیوں کی فہرست دینا نہیں بلکہ انسان کو اپنے باطن کا محاسبہ کرنے، توبہ کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اس بناء پر اربعینات میں اصلاحی منہج تعلیمِ احکام، تزکیۂ نفس ، عملی تربیت کے امتزاج سے تشکیل پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبادات سے متعلق اربعینات اور اخلاق و باطن سے متعلق اربعینات کو الگ الگ دیکھنے کے بجائے ایک مربوط اصلاحی نظام کے اجزا سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔

مثلاً نماز صرف ایک فقہی حکم نہیں بلکہ بندے اور اللہ کے درمیان تعلق کی تجدید کا ذریعہ ہے؛ روزہ صرف بھوک پیاس برداشت کرنا نہیں بلکہ تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ ہے؛ ذکر صرف زبان کی حرکت نہیں بلکہ دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرنے کا وسیلہ ہے؛ توبہ صرف گناہ کے بعد ایک جملہ پڑھنے کا نام نہیں بلکہ سابقہ روش کو ترک کرکے اللہ کی طرف رجوع کا عملی فیصلہ ہے۔ اس طرح اربعینات کے مختلف موضوعات ایک دوسرے سے مربوط ہو کر انسان کی اندرونی تشکیل کا ایک منہج سامنے لاتے ہیں۔

**(و) اصلاحِ ذات سے اصلاحِ معاشرہ کی طرف**

اربعینات کے اصلاحی منہج کا آخری اور وسیع تر پہلو یہ ہے کہ اصلاح فرد کی ذات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کے اثرات خاندان، معاشرے اور دینی ماحول تک پہنچتے ہیں۔ قرآن مجید نے صالحین کی صحبت، صدق، اطاعت اور اجتماعی ذمہ داری کو متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ چنانچہ:

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔[19]

سچوں کے ساتھ رہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ ۔[20]

اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جمائے رکھو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

یہ تعلیمات اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اسلامی اصلاح ایک ایسا اجتماعی عمل ہے جس میں صالح ماحول، نیک صحبت اور دینی تعلق انسان کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ ختمِ نبوت کے بعد ہدایت کا معیار اور منبع وہی نبوی شریعت ہے، لیکن اس شریعت کی تعلیم، دعوت، حفاظت، اصلاح اور تجدید کا کام امت کے اہلِ علم، دعاۃ اور صالحین مختلف ادوار میں انجام دیتے رہے ہیں۔ اسی مفہوم کو حدیثِ تجدید بھی تقویت دیتی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔[21]

---

19 - سورۃ التوبۃ 9:119۔

20 - سورۃ الکہف 18:28۔

21 - سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني، سنن أبي داود، تحقیق کامل محمد محمد عويضة، ط1 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2001)، جلد 4، صفحہ 109، حدیث رقم 4291 (کتاب الملاحم، باب ما یذکر في قرن المائۃ)۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو سال کے سرے پر ایسے شخص کو اٹھاتا ہے جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے۔

اس پس منظر میں اربعینات کا اصلاحی منہج ایک مربوط ترتیب اختیار کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے: پہلے انسان کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے جوڑنا، پھر اسے ختمِ نبوت اور اتباعِ سنت کے عقیدے پر قائم کرنا، اس کے بعد صحبتِ صالحین اور دینی ماحول کی اہمیت سمجھانا، پھر نفس کے امراض اور اخلاقی خرابیوں کی نشاندہی کر کے ان کے علاج کی طرف متوجہ کرنا، اور آخر میں عبادات، معاملات، خاندان اور معاشرتی زندگی میں عملی تبدیلی پیدا کرنا۔ چنانچہ (الأربعين في التوبة والاستغفار) انسان کو گناہ سے واپسی کی طرف متوجہ کرتی ہے؛ (الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها) اسے اپنے باطن کی اصلاح کی طرف لے جاتی ہے؛ (الأربعين في فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى) تعلق باللہ کو مضبوط کرتی ہے؛ (الأربعين في صفة صلاة النبي ﷺ)، (الأربعين في أحكام الصلاة)، (الأربعين في الصوم) اور (الأربعين في الاعتكاف) عبادات کو نبوی طریقے کے مطابق درست کرنے کی کوشش کرتی ہیں؛ جبکہ (الأربعين في آفات اللسان وعلاجها)، (الأربعين في الأحكام اللباس والحجاب)، (الأربعين في المعاصي واجتنابها) اور (الأربعين في الأعمال السيئة وعلاجها) انسانی اخلاق و معاشرتی رویوں کی اصلاح سے متعلق ہیں۔

اس طرح ان اربعینات کا مجموعی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کا اصلاحی منہج فرد کی اندرونی اصلاح سے شروع ہو کر اس کے ظاہری اعمال، اخلاق، خاندانی زندگی اور اجتماعی کردار تک پھیلتا ہے۔ اس میں عقیدہ، عبادت، تزکیہ، اخلاق، صحبت، سنت کی پیروی اور معاشرتی ذمہ داری ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ یہی ربط ان اربعینات کو محض چالیس احادیث کے مجموعوں کے بجائے ایک وسیع اصلاحی و تربیتی منصوبے کے طور پر مطالعہ کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس پورے منہج کو مختصراً یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کی اربعینات میں اصلاح کا سفر عقیدہ سے علم، علم سے عمل، عمل سے تربیت، تربیت سے تزکیہ، تزکیہ سے عبادت، عبادت سے اخلاق، اخلاق سے صحبت اور صحبت سے معاشرتی اصلاح کی طرف بڑھتا ہے۔ یہی ترتیب ان کے اصلاحی منہج کو ایک جامع اور مربوط صورت عطا کرتی ہے۔

### 5۔ اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کے معاشرتی اثرات

#### (الف) فرد کی اصلاح اور تعمیرِ شخصیت میں اثرات

اسلامی معاشرت کی بنیادی اکائی فرد ہے؛ اس لیے معاشرتی اصلاح کا آغاز فرد کی فکری، اعتقادی، عبادتی اور اخلاقی اصلاح سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے انسانی فلاح کو ایمان، تزکیۂ نفس اور صالح عمل کے ساتھ مربوط کیا ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔[22] اسی طرح فرمایا: إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔[23] ان آیات کی روشنی میں فرد کی داخلی اصلاح کو معاشرتی تبدیلی کی بنیادی شرط قرار دیا جاسکتا ہے۔

---

[22] - سورۃ الشمس 91:9-10۔

[23] - سورۃ الرعد: 11۔

اس پہلو سے (الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها، الأربعين في التوبة والاستغفار، الأربعين في أمراض الباطنة وعلاجها، الأربعين في المعاصي واجتنابها، الأربعين في الأعمال السيئة وعلاجها ، الأربعين في فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى) خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان اربعینات کا امتیاز یہ ہے کہ یہ اصلاح کو محض خارجی احکام تک محدود نہیں کرتیں بلکہ انسان کے باطن، نیت، خواہشات، گناہوں، توبہ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو موضوع بناتی ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے: وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔[24] چنانچہ ذکر، استغفار، توبہ اور تزکیۂ نفس پر مبنی تعلیمات فرد کے اندر تقویٰ اور احساسِ جواب دہی پیدا کرتی ہیں، جو بالآخر اس کے معاملات، اخلاق اور معاشرتی رویے کو متاثر کرتے ہیں۔

**(ب) عائلی مسائل اور خاندانی نظام کی اصلاح میں اثرات**

خاندان اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور قرآن مجید نے والدین، اولاد، زوجین اور قرابت داروں کے حقوق کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ ارشاد ہے: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔[25] اسی آیت میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور گفتگو کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔ اسی طرح سورۃ الروم میں زوجیت کو سکون، مودت و رحمت کا ذریعہ قرار دیا گیا: وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً۔[26] اس میدان میں (الأربعين في أسلوب الأدب للوالدين) خصوصی کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ والدین کے ساتھ حسنِ ادب محض ایک انفرادی اخلاق نہیں بلکہ نسلوں کے درمیان احترام، محبت اور ذمہ داری کے رشتے کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے ساتھ (الأربعين في آفات اللسان وعلاجها) بھی عائلی اصلاح سے گہرا تعلق رکھتی ہے، کیونکہ بہت سے خاندانی تنازعات بدزبانی، طعن، غیبت، الزام اور نامناسب گفتگو سے پیدا ہوتے ہیں۔ مزید برآں (الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها) انسان کو اپنے نفس، غصے اور خواہشات پر قابو پانے کی تربیت دیتی ہے۔ یوں یہ اربعینات خاندان میں احترام، تحمل، حسنِ گفتگو اور باہمی ذمہ داری کے فروغ میں اصلاحی کردار ادا کرتی ہیں۔

**(ج) عبادات، دینی شعور اور اجتماعی نظم میں اثرات**

اسلامی عبادات فرد کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ اس کے اجتماعی کردار کو بھی منظم کرتی ہیں۔ قرآن مجید نماز کے بارے میں فرماتا ہے: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔[27] نماز کی یہ خصوصیت واضح کرتی ہے کہ عبادت کا مطلوبہ اثر فرد کے اخلاق اور معاشرتی کردار میں بھی ظاہر ہونا چاہیے۔

اس سلسلے میں (الأربعين في صفة صلاة النبي ﷺ، الأربعين في أحكام الصلاة، الأربعين في أحكام الصلاة بالجماعة، الأربعين في الصوم، الأربعين في الاعتكاف ، الأربعين في فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى) نمایاں ہیں۔ نماز کے

---

[24] - سورۃ الذاریات: 55۔

[25] - سورۃ الإسراء: 23۔

[26] - سورۃ الروم: 21۔

[27] - سورۃ العنکبوت: 45۔

نبوی طریقے کی تعلیم فرد کو عبادت کی صحیح صورت سے روشناس کراتی ہے، جبکہ جماعت کے احکام اجتماعیت، نظم اور باہمی وابستگی کو مضبوط کرتے ہیں۔ روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔[28] اعتکاف اور ذکر انسان کے اندر عبادت، محاسبۂ نفس اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان اربعینات کا خصوصی کردار یہ ہے کہ وہ عبادات کو صرف فقہی مسائل کے طور پر نہیں بلکہ فرد کی عملی تربیت اور اجتماعی نظم کی تشکیل کے تناظر میں پیش کرتی ہیں۔

**(د) اخلاقی اقدار، حسنِ معاشرت اور باہمی تعلقات میں اثرات**

معاشرے کے استحکام کا بڑا ذریعہ حسنِ اخلاق اور باہمی احترام ہے۔ قرآن مجید نیکی اور تقویٰ میں باہمی تعاون کا حکم دیتا ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ۔[29] اسی طرح عدل، احسان اور صلہ رحمی کو بنیادی معاشرتی اقدار قرار دیتے ہوئے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ۔[30]

اس مبحث میں (الأربعين في الأوصاف الحميدة) کو خصوصی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ حسنِ اخلاق سے متعلق اربعینات براہِ راست انسان کے معاشرتی رویوں کو موضوع بناتی ہیں۔ اس کے ساتھ (الأربعين في آفات اللسان وعلاجها) زبان کے ذریعے پیدا ہونے والے معاشرتی فساد کی روک تھام کرتی ہے، جبکہ (الأربعين في الوجد والحال) انسان کے باطنی احوال کو اخلاقی کردار سے مربوط کرنے میں معاون ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اچھے اور برے ساتھی کی مثال مشک فروش اور بھٹی پھونکنے والے شخص سے دی: مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً ۔[31] اس میں صالح صحبت کے انسان پر مثبت اثر اور بری صحبت کے منفی اثر کو واضح کیا گیا ہے۔

**(ہ) زبان، ابلاغ اور معاشرتی امن کی اصلاح میں اثرات**

زبان معاشرتی تعلقات کی تعمیر اور تخریب دونوں کا اہم ذریعہ ہے۔ قرآن مجید نے گفتگو کے متعدد اصول بیان کیے ہیں: وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا[32]، وَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا بَلِيغًا[33] اور وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔[34] اسی طرح غیبت، بدگمانی اور عیب جوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔35

---

[28] - سورۃ البقرۃ: 183۔

[29] - سورۃ المائدۃ: 2۔

[30] - سورۃ النحل: 90۔

[31] - صحیح البخاری، حدیث 5534۔

[32] - سورۃ البقرۃ: 83۔

[33] - سورۃ النساء: 63۔

[34] - سورۃ الإسراء: 53۔

[35] - سورۃ الحجرات: 12۔

اس حوالے سے (الأربعين في آفات اللسان وعلاجها) کا خصوصی کردار سامنے آتا ہے۔ اس میں زبان سے متعلق ان خرابیوں کو اصلاح کا موضوع بنایا گیا ہے جو فرد کی شخصیت اور معاشرے کے امن دونوں کو متاثر کرتی ہیں۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، بدکلامی اور بے احتیاط گفتگو سے پیدا ہونے والی کشیدگی کو اسلامی آدابِ گفتگو کے ذریعے کم کرنا معاشرتی اصلاح کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہ اربعین اس اعتبار سے خصوصی اہمیت رکھتی ہے کہ زبان کی اصلاح کو محض اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ معاشرتی امن، باہمی اعتماد اور تعلقات کے تحفظ سے جوڑتی ہے۔

**(و) نوجوان نسل، حیا اور عفت کے تحفظ میں اثرات**

معاشرے کی آئندہ تشکیل نوجوان نسل کے کردار سے وابستہ ہے۔ قرآن مجید نے عفت، نگاہ اور لباس کے حوالے سے واضح ہدایات دی ہیں: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ۔[36] اور خواتین کے بارے میں فرمایا: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ۔[37] لباس کے بارے میں فرمایا: يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ۔[38]

اس پہلو سے (الأربعين في أحكام اللباس والحجاب) کا خصوصی کردار ہے۔ یہ اربعین ظاہری لباس اور حجاب کے احکام کو حیا، عفت اور اسلامی معاشرتی اقدار کے وسیع تر تصور سے مربوط کرتی ہے۔ اس کے ساتھ (الأربعين في المعاصي واجتنابها ، الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها) نوجوان نسل کے لیے خواہشات پر قابو، گناہوں سے اجتناب اور باطن کی پاکیزگی کے پہلو فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ ان اربعینات کا معاشرتی اثر صرف لباس کے ظاہری احکام تک محدود نہیں رہتا بلکہ حیا، عفت، نگاہ کی حفاظت اور اخلاقی ذمہ داری جیسے عناصر کو مجموعی اصلاحی نظام میں شامل کرتا ہے۔

**(ز) معاشی و سماجی حقوق، عدل اور ذمہ داری کے شعور میں اثرات**

اسلامی معاشرت میں عدل اور حقوق العباد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کا حکم ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ۔[39] مزید فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ۔[40] اس پہلو سے (الأربعين في أمراض الباطنة واجتنابها، الأربعين في الأعمال السيئة وعلاجها، الأربعين في أمراض الطبيعة وعلاجها ) حقوق کی حفاظت میں اہم اصلاحی کردار ادا کرتی ہیں، کیونکہ ظلم، خیانت، حرص، حسد، تکبر اور دیگر باطنی و ظاہری گناہ بالآخر حقوق العباد کی پامالی کا سبب بنتے ہیں۔ یوں باطن کی اصلاح اور معاشی و سماجی معاملات کی درستگی ایک دوسرے سے مربوط ہو جاتے ہیں۔

---

[36] - سورۃ النور: 30۔

[37] - سورۃ النور: 31۔

[38] - سورۃ الأعراف: 26۔

[39] - سورۃ النساء: 58۔

[40] - سورۃ النساء: 135۔

**(ح) اجتماعی ذمہ داری، برائیوں کی روک تھام اور اصلاحِ معاشرہ میں اثرات**

اسلامی تصورِ اصلاح فرد تک محدود نہیں بلکہ معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری تک پھیلتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔[41] اسی طرح فرمایا: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔[42]

اس مبحث میں امراض باطنہ والی تمام اربعینات اور (الأربعين في فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى) باہم مربوط ہو کر اجتماعی اصلاح کا ایک وسیع دائرہ تشکیل دیتے ہیں۔ ان میں بعض اربعینات برائی کی نشاندہی کرتی ہیں، بعض اس کے اسبابِ باطنی کو موضوع بناتی ہیں اور بعض اس کے علاج اور عملی اجتناب کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

اس اصلاحی منہج کی خاص اہمیت یہ ہے کہ معاشرتی خرابی کو صرف قانونی یا ظاہری مسئلہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کے پیچھے موجود فکری، اخلاقی اور روحانی اسباب کو بھی موضوعِ اصلاح بنایا جاتا ہے۔ اس طرح اربعینات کا مجموعی منہج فرد کی اصلاح، خاندان کی اصلاح، اخلاق و معاملات کی اصلاح، معاشرتی برائیوں کی روک تھام، اجتماعی خیر کے فروغ کی ایک مربوط ترتیب پیش کرتا ہے۔

اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کا معاشرتی اثر کسی ایک مخصوص شعبے تک محدود نہیں بلکہ فرد، خاندان، عبادات، اخلاق، زبان، نوجوان نسل، معاشی و سماجی حقوق اور اجتماعی ذمہ داری جیسے مختلف دائروں کو محیط ہے۔ ان اربعینات میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو مختصر، قابلِ مطالعہ اور اصلاحی موضوعات کے تحت مرتب کرنے کی کوشش نمایاں ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ان کا خصوصی پہلو یہ ہے کہ معاشرتی اصلاح کو فرد کی اندرونی اصلاح سے شروع کر کے اجتماعی ذمہ داری تک پہنچایا گیا ہے۔

**6۔ عصرِ حاضر میں اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی کی ضرورت و افادیت**

عصرِ حاضر میں انسانی زندگی نے غیر معمولی علمی، سائنسی اور تکنیکی ترقی حاصل کی ہے، لیکن اس کے ساتھ فکری انتشار، اخلاقی کمزوری، خاندانی نظام میں تبدیلی، معاشرتی کشمکش، مادہ پرستی، بے مقصدیت اور مختلف اخلاقی و روحانی مسائل بھی نمایاں ہوئے ہیں۔ ایسے ماحول میں دینی اصلاح کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن و سنت کی بنیادی تعلیمات کو ایسی صورت میں پیش کیا جائے جو فرد کی عملی زندگی سے براہِ راست متعلق ہو اور اسے محض نظری معلومات کے بجائے اپنے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات کی اصلاح کی طرف متوجہ کرے۔

قرآن مجید نے دعوت و اصلاح کے لیے حکمت، موعظۂ حسنہ اور مناسب اسلوب کو بنیادی اصول قرار دیا ہے: ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔[43] اس لیے عصرِ حاضر کی دینی تحریر و دعوت میں ایسا منہج زیادہ مفید ہو سکتا ہے جو تعلیم کے ساتھ تزکیہ اور عملی اصلاح کو بھی پیش نظر رکھے۔ جب آج کا انسان مختلف فکری رجحانات، نظریات اور

[41] - سورۃ آل عمران: 104۔

[42] - سورۃ التوبۃ: 71۔

[43] - سورۃ النحل: 125۔

معلومات کے ذرائع سے مسلسل متاثر ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے انسان کو صحیح علم اور وحی کی رہنمائی سے وابستہ رہنے کی تاکید کی ہے:
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔[44]

اس تناظر میں(الأربعين في ختم النبوة بمحمد ﷺ ، الأربعين في فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى)خاص طور پر دینی شعور کی تشکیل میں معاون ہیں۔ ختمِ نبوت سے متعلق اربعین انسان کے بنیادی عقیدۂ ختمِ نبوت کو قرآن و سنت کی روشنی میں مضبوط کرتی ہے، جبکہ ذکر و قربِ الٰہی سے متعلق اربعین فرد کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مستحکم کرنے پر توجہ دیتی ہے۔ یوں ان دونوں کا مجموعی کردار یہ ہے کہ فکری انتشار کے ماحول میں مسلمان کے عقیدے اور روحانی وابستگی کو مضبوط کیا جائے۔

عصرِ حاضر میں مادی سہولیات میں اضافہ لازماً قلبی اطمینان کی ضمانت نہیں۔ اس پہلو سے(الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها، الأربعين في التوبة والاستغفار، الأربعين في أمراض الباطنة وعلاجها)کی افادیت نمایاں ہوتی ہے۔ یہ اربعینات انسان کو اپنے باطن کا جائزہ لینے، اخلاقی و روحانی بیماریوں کو پہچاننے، توبہ و استغفار اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ خصوصاً(معرفة النفس وتزكيتها)کا موضوع اس اعتبار سے اہم ہے کہ اصلاح کا آغاز انسان کے اپنے نفس اور اعمال کے محاسبے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح توبہ و استغفار فرد کو ماضی کی غلطیوں سے نکل کر اصلاح اور رجوع کی طرف لے جاتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔[45]

اسی طرح دینی زندگی میں صرف عبادات کا وجود کافی نہیں بلکہ ان کا صحیح اور مسنون طریقے کے مطابق ادا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر(الأربعين في صفة صلاة النبي ﷺ، الأربعين في أحكام الصلاة، الأربعين في أحكام الصلاة بالجماعة، الأربعين في الصوم ، الأربعين في الاعتكاف)عملی دینی زندگی کی تشکیل میں اہم مواد فراہم کرتی ہیں۔ خصوصاً نماز کے بارے میں دو پہلو سامنے آتے ہیں: ایک نماز کی نبوی کیفیت کی تعلیم اور دوسرا اس کے احکام کی وضاحت۔ جماعت کی اربعین عبادت کے اجتماعی پہلو کو واضح کرتی ہے، جبکہ روزہ اور اعتکاف عبادت کے ذریعے تقویٰ اور باطنی تربیت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اس طرح ان اربعینات کی عصرِ حاضر میں افادیت یہ ہے کہ عبادت کو محض رسمی عمل کے بجائے سنت، شعور اور تربیت کے ساتھ جوڑنے میں مدد دیتی ہیں۔

خاندانی نظام معاشرے کی بنیادی بنیاد ہے۔ قرآن مجید نے والدین کے حقوق، زوجین کے تعلق، قرابت داروں کے حقوق اور باہمی حسنِ سلوک کو متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ والدین کے بارے میں فرمایا:وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا[46]، جبکہ میاں بیوی کے تعلق کو مودت و رحمت پر قائم کیا: وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً۔[47] اس میدان میں (الأربعين في أسلوب الأدب للوالدين) خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ والدین کے ساتھ حسنِ ادب، گفتگو اور خدمت کا شعور خاندانی تعلقات کو مضبوط بنانے کا بنیادی ذریعہ

---

[44] ۔ سورۃ النحل:43۔

[45] ۔ سورۃ النور:31۔

[46] ۔ سورۃ البقرۃ:83۔

[47] ۔ سورۃ الروم:21۔

ہے۔اسی طرح(الأربعين في آفات اللسان وعلاجها)خاندان میں پیدا ہونے والے بہت سے تنازعات کے اسباب پر توجہ دلاتی ہے، کیونکہ بدزبانی، طعن، الزام اور غیبت تعلقات کو کمزور کرتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں ان اربعینات کی ضرورت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ خاندانی تعلقات میں حقوق کے ساتھ ساتھ باہمی احترام اور اخلاقی ذمہ داری کا شعور بھی ضروری ہے۔

اسی طرح موجودہ دور میں زبان کے ساتھ ساتھ تحریر، سوشل میڈیا اور مختلف ابلاغی ذرائع بھی معاشرتی اثرات پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے گفتگو اور ابلاغ کے اسلامی اصولوں کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا[48]اور وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔[49]اسی طرح غیبت، بدگمانی اور عیب جوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔[50]

اس میدان میں(الأربعين في آفات اللسان وعلاجها)بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔اس اربعین کا خصوصی کردار یہ ہے کہ زبان سے پیدا ہونے والی خرابیوں کو باقاعدہ اصلاحی موضوع بنایا جائے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، بدزبانی اور غیر ذمہ دارانہ گفتگو نہ صرف فرد کے اخلاق کو متاثر کرتی ہے بلکہ معاشرتی اعتماد کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ لہٰذا اس اربعین کی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے ابلاغی ماحول میں اخلاقِ گفتگو اور ذمہ دارانہ اظہار کے اصولوں کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے، بشرطیکہ ان کی تطبیق کرتے وقت جدید ذرائعِ ابلاغ کے مخصوص مسائل کو الگ سے واضح کیا جائے۔

الغرض یہ مجموعی منہج قرآن مجید کے اس اصول سے ہم آہنگ ہے کہ اصلاح ایک جامع عمل ہے جس میں عقیدہ، عبادت، اخلاق اور معاشرت سب شامل ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے: وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔[51]سورۃ العصر میں ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین اور صبر کی تلقین کو انسانی خسارے سے نجات کے بنیادی عناصر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسی اعتبار سے اربعینات کے مجموعے کو ایک ایسے اصلاحی تعلیمی منہج کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جس میں علم سے عمل، عمل سے اخلاق، اخلاق سے معاشرت اور معاشرت سے اجتماعی خیر کی طرف پیش رفت کا تصور موجود ہے۔ ان اربعینات کی عصرِ حاضر میں افادیت کا بنیادی پہلو یہی ہے کہ وہ دینی تعلیم کو انسانی زندگی کے مختلف عملی شعبوں سے مربوط کرنے کے لیے موضوعاتی مواد فراہم کرتی ہیں۔

عصرِ حاضر میں دینی اصلاح کے لیے ایسے علمی و تربیتی مواد کی ضرورت ہے جو قرآن و سنت کی بنیاد پر فرد کے حقیقی مسائل سے متعلق ہو۔ اربعیناتِ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی میں عبادات، تزکیہ، توبہ، ذکر، اخلاق، والدین کے حقوق، حجاب و لباس، زبان کی آفات، گناہوں سے اجتناب اور اعمالِ سیئہ کے علاج جیسے موضوعات کو الگ الگ عنوانات کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ ان موضوعات کی یہ تنوع پذیری ان اربعینات کو مختلف طبقات اور مختلف اصلاحی ضروریات سے مربوط کرنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔

---

48 - سورۃ البقرۃ:83۔

49 - سورۃ الإسراء:53۔

50 - سورۃ الحجرات:12۔

51 - سورۃ العصر:1-3۔

**نتائج بحث**

- اربعینات کا بنیادی منہج قرآن و سنت کی تعلیمات کو فرد کی عملی اور اخلاقی اصلاح سے مربوط کرنا ہے۔
- ان اربعینات میں اصلاح کا آغاز فرد کے ایمان، باطن، نیت اور کردار سے ہوتا ہے اور اس کے اثرات خاندان اور معاشرے تک پہنچتے ہیں۔
- عبادات کے بیان میں محض احکام کی تعلیم کے بجائے ان کے تربیتی اور اصلاحی پہلو کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔
- اربعینات میں توبہ، استغفار، ذکر، تزکیۂ نفس اور گناہوں سے اجتناب کے ذریعے روحانی و اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔
- خاندانی زندگی میں والدین کے احترام، حسنِ سلوک اور باہمی اخلاق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔
- زبان اور گفتگو کی اصلاح کو معاشرتی امن اور باہمی تعلقات کے استحکام سے مربوط کیا گیا ہے۔
- حسنِ اخلاق، حیا، عفت اور دیگر مثبت معاشرتی اقدار کو اصلاحِ معاشرہ کے بنیادی عناصر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔
- مجموعی طور پر اربعینات میں اصلاحِ فرد سے اصلاحِ معاشرہ تک ایک مربوط تربیتی تصور سامنے آتا ہے، جس میں عقیدہ، عبادات، اخلاق اور معاشرت کو باہم مربوط کیا گیا ہے۔

**سفارشات**

- تمام اربعینات کے لیے الگ الگ موضوعاتی تعارف پہ ریسرچ ورک کیا جائے تاکہ اس کا افادہ عام ہو۔
- ان میں مذکور آیات، احادیث اور آثار کی باقاعدہ تخریج و تحقیق کی جائے تاکہ ان کے مصادر اور درجات واضح ہوں۔
- اربعینات کے اصلاحی منہج کو عصرِ حاضر کے خاندانی، اخلاقی، تربیتی اور معاشرتی مسائل کے ساتھ تطبیقی انداز میں بھی زیرِ تحقیق لایا جائے۔
- مدارس، جامعات، مساجد اور تربیتی اداروں میں مناسب طریقے سے ان کے مطالعاتی اور تربیتی استعمال کے امکانات کا جائزہ لیا جائے۔
- نوجوان نسل کے لیے ان کے بنیادی اصلاحی مضامین کو آسان اور عصری اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔
- مستقبل میں اربعینات کے حقیقی تعلیمی و معاشرتی اثرات کے تعین کے لیے باقاعدہ میدانی اور تحقیقات کی جائیں۔
- ان اربعینات کے منہجِ استدلال، حدیثی مواد، فقہی مباحث اور اصلاحی اسلوب پر الگ الگ علمی تحقیقات کی جائیں۔
- ان کتب کو مدارس و جامعات کے باقاعدہ نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

## References

al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn. Shuʿab al-Īmān. Edited by ʿAbd al-ʿAlī ʿAbd al-Ḥamīd Ḥāmid. 1st ed. Riyadh: Maktabat al-Rushd lil-Nashr wa-al-Tawzīʿ bi-al-Taʿāwun maʿ al-Dār al-Salafiyyah bi-Būmbāy, 2003.

al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa-Sunanih wa-Ayyāmih (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī). Edited by Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir. 1st ed. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH [2001/2002].

Ibn Kathīr, Ismā‘īl ibn ‘Umar al-Dimashqī. Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm. Edited by Sāmī ibn Muḥammad Salāmah. 2nd ed. Riyadh: Dār Ṭaybah lil-Nashr wa-al-Tawzī‘, 1420 AH/1999.

Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī. Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar bi-Naql al-‘Adl ‘an al-‘Adl ilá Rasūl Allāh ﷺ (Ṣaḥīḥ Muslim). Edited by Muḥammad Fu’ād ‘Abd al-Bāqī. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1374 AH/1955.

al-Nawawī, Yaḥyá ibn Sharaf Abū Zakarīyā. Al-Arba‘ūn fī Mabānī al-Islām wa-Qawā‘id al-Aḥkām (al-Arba‘ūn al-Nawawiyyah). Edited by Mashhūr ibn Ḥasan Āl Salmān. 1st ed. Medina: Dār Ibn Rajab, 2002.

al-Sijistānī, Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ash‘ath. Sunan Abī Dāwūd. Edited by Muḥammad Muḥyī al-Dīn ‘Abd al-Ḥamīd. Beirut: al-Maktabah al-‘Aṣriyyah, 1999.

al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. Jāmi‘ al-Bayān ‘an Ta’wīl Āy al-Qur’ān. Edited by ‘Abd Allāh ibn ‘Abd al-Muḥsin al-Turkī. 1st ed. Riyadh: Dār Hajar lil-Ṭibā‘ah wa-al-Nashr wa-al-Tawzī‘ wa-al-I‘lān, 1422 AH/2001.

al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ‘Īsá. Al-Jāmi‘ al-Kabīr (Sunan al-Tirmidhī). Edited by Bashshār ‘Awwād Ma‘rūf. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998.